سید محمد کفیل بخاری

کیا حضرت امیر شریعت نے مجلس احرار اسلام کو ختم کر دیا تھا؟

تاریخ مسخ نہ کریں۔ریکارڈ درست رکھیں

یہ مضمون دراصل ایک ہنگامی نوعیت کا تھااور ایک ایسی تحریر کے جواب میں لکھا گیاجو اپنے اندر بہت سی غلط فہمیوں اور شبہات کو لیے ہوئے تھی۔ میں اسے اس تاریخی نمبر میں شائع نہ کرتااگر ان تاریخی غلطیوں کو ایک مستقل کتاب میں شامل کر کے تاریخ کا حصہ نہ بنایا جاتا۔چونکہ قارئین کا حلقہ ایک ہی ہےاس لئے تاریخ کادوسرا پہلو بھی ان کے سامنے رکھنااز بس ضروری ہوگیا۔ آئینہ رو برو ہے۔(مدیر)

روزنامہ جنگ لاہور ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے "قانونِ امتناعِ قادیانیت" ایڈیشن میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیت جھوٹے دعویٰ نبوت سے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلوں تک ایک جائزہ۔" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار کا نام درج نہیں۔ معلوم نہیں یہ کن صاحب نے تحریر کیا ہے۔ اس مضمون میں بعض باتیں تاریخی طور پر غلط شائع ہوئی ہیں۔ جن سے قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کی پالیسی کے بارے میں خاصے ابہام اور شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ مضمون نگار لکھتے ہیں۔

☆ "۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کا اجلاس طلب کیا۔ مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کر دی گئی اور قادیانیت کے سدِ باب کے لئے مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے نام پر مذہبی پلیٹ فارم تشکیل پایا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری حسبِ سابق اس جماعت کے امیر قرار پائے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر وغیرہ نے سیاست کو خیر باد کہہ کر تبلیغِ عقیدہَ ختمِ نبوت کے کام کو سنبھالا۔ بعض دیگر رہنما مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر سیاسی و عملی جدوجہد کے لئے شریکِ سفر ہو گئے۔ بعض احباب نے گوشہ نشینی اختیار کرلی"۔

۱۹۴۹ء کے اسی اجلاس میں امیرِ شریعت کی تقریر کا اقتباس بھی نقل کیا گیا ہے کہ

☆ "ہم لوگ مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے پلیٹ فارم سے صرف قادیانی سرگرمیوں کو روکنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے اپنی جدوجہد کو سیاسی مفادات سے بالائے طاق رکھ کر کام کریں گے۔"

مضمون نگار نے ۲۰، ۲۱ اپریل ۵۴ء کو حضرت امیر شریعت کے مکان ملتان میں قائدینِ احرار کے ایک اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

☆ "اس اجلاس میں فریقین نے دفاتر وغیرہ تقسیم کر لئے۔ اس طرح ۵۴ء میں اس تجویز کی عملی شکل

ظہور میں آئی جس کا اعلان ۱۹۴۹ء میں کر دیا گیا تھا"

مندرجہ بالا اقتباسات میں حقیقت کو نظر انداز کر کے نہ صرف ابہام پیدا کیا گیا بلکہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے الفاظ میں تحریف بھی کی گئی ہے۔ جن سے دو شبہات واضح طور پر پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کو ختم کر دیا تھا۔

(۲) ۱۹۴۹ء میں ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے نئی مستقل جماعت تشکیل دے دی تھی۔
جس کا انہیں امیر منتخب کر لیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں عام قاری کے ذہن میں یقینی طور پر چند سوالات بھی ابھرتے ہیں۔

۱۔ اگر مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کر دی گئی تھی تو پھر کونسی حیثیت باقی رکھی گئی تھی؟

۲۔ اگر کوئی دوسری حیثیت باقی نہیں رکھی گئی تھی تو پھر سرے سے جماعت کے خاتمے کا اعلان کیوں نہ کر دیا گیا؟

۳۔ اگر کوئی حیثیت باقی رکھی گئی تھی تو پھر مجلس تحفظِ ختم نبوت کے نام سے نئی جماعت بنانے کا کیا جواز تھا؟

اس مغالطہ و ابہام کی روح فرسا کیفیت سے باہر نکلنے اور اصل حقائق تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہمیں کچھ تفصیل میں جانا ہو گا۔

(۱) ۱۲، ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۴۹ء کو دہلی دروازہ لاہور میں "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بھی ہوا۔ جس میں ملکی حالات کے تناظر میں مجلس کی آئندہ پالیسی اور حکمت عملی یہ طے کی گئی کہ "مجلس احرار اسلام ملک کی انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی۔ مگر ملکی قومی امور میں اپنی رائے ضرور دے گی۔ چونکہ مرزائیوں نے پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی شازشیں تیز کر دی ہیں۔ اس لئے تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کر کے زیادہ طاقت اسی محاذ پر صرف کی جائے گی۔ مجلس احرار کو قائم رکھا گیا۔ صرف دائرہ کار تبدیل کیا گیا اور مجلس کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۵ء میں قادیان میں قائم ہوا تھا اسے فعال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

صاحب مضمون کا تضاد ہی ہمارے موٴقف کی تائید ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

☆ "مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس ۴، ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا جس میں جماعت کے دستور وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔" (مضمونِ مذکور)

مزید تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

☆ "۱۳، دسمبر ۱۹۵۴ء کو مجلس تحفظِ ختم نبوت کا پہلا انتخاب ہوا۔ جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر، اور مولانا محمد علی جالندھری ناظمِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔" (مضمونِ مذکور)

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ

(۱) ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے نام سے کسی مستقل یا الگ جماعت کے قیام کا اعلان نہیں ہوا تھا اور نہ ہی حضرت امیر شریعت اس کے امیر چنے گئے تھے۔

(۲) اس اجلاس میں امیر شریعت نے اپنی تقریر میں "مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم، والا جملہ قطعاً ارشاد نہیں فرمایا یہ صریحاً تحریف ہے۔ امیر شریعت کی تقریر سے قبل محترم شیخ حسام الدین صاحب نے ورکنگ کمیٹی کی منظور کردہ قرار دادیں۔ اجتماع میں پڑھ کر سنائیں۔ جماعت کی پالیسی کے متعلق طویل قرارداد کا یہ حصہ اس ابہام کی وضاحت کرتا ہے۔

☆ "مجلس احراراسلام کے مقاصد میں اسلام کی سربلندی کے ساتھ ساتھ وطن کی آزادی بھی شامل تھی۔ جو قیامِ پاکستان کے بعد سیاسی طور پر اب پوری ہو چکی ہے۔ لہذا "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" کا یہ اجلاس غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کر دینا اپنا ملی فرض سمجھتا ہے۔ کہ آئندہ سے مجلس احرار اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد و رسوم کو درست رکھنے کے لئے اور خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رہے گی۔"

امیرِ شریعت نے اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے فرمایا

☆ "بھائی حسام الدین نے آپ کے سامنے جو قرارداد پیش کی ہے وہ مجلس احرارِ اسلام کی آئندہ پالیسی کی آئینہ دار ہے" (حیاتِ امیر شریعت، جانباز مرزا ص ۳۲۵)

اس جملہ میں کہیں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذکر نہیں۔ ۱۹۴۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کے خاتمہ اور مجلس تحفظِ ختم نبوت کے قیام کے دعویٰ کو خود مجلس تحفظِ ختم نبوت کے پہلے ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی جالندھری نے ردّ فرمایا ہے۔ ۴،۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے اجلاس شوریٰ میں ارکان کے نام ہدایات میں لکھتے ہیں۔

☆ "مجلس احرار اسلام نے جب سیاسیات سے ۱۹۴۹ء میں علیحدگی اختیار کی تو مقصد الیکشن سے علیحدگی تھا۔ لیکن ملکی اور شہری حقوق سے دستبرداری یا حکومت پر جائز نکتہ چینی سے دستبرداری مراد نہ تھی۔" (تحریکِ ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم صفحہ ۳۸۷) ترتیب مولانا اللہ وسایا۔

حضرت امیر شریعت کے ذہن میں مجلسِ احرارِ اسلام کے وجود کو ختم کر کے کسی نئی جماعت کی تشکیل کا کوئی پروگرام ہوتا تو وہ درج ذیل خط کبھی نہ لکھتے۔ جو ۲۴ء دسمبر ۴۷ء کو خان گڑھ سے صدر مجلس

احرار اسلام، ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام لکھا گیا۔ اس میں مجلس کی آئندہ پالیسی واضح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

☆ "ملتان میں آپ کے اجلاس کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔ چند باتیں لکھ دیتا ہوں۔ اگر احباب کو پسند ہوں تو بہتر ہے۔

۱۔ لیگ سے ہماری سیاسی کشمکش ختم ہو چکی ہے۔ اور الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو چکی تھی۔ اس وقت لیگ قوت حاکمہ ہے۔ مسلمانوں نے اسے بنایا اور قبول کیا ہے۔ پاکستان نہ صرف مسلم لیگ کا بلکہ کانگریس کا تقسیم پنجاب کے اضافے کے ساتھ تسلیم کردہ معاملہ ہے، جس پر "حضور برطانیہ" کی مہر ثبت ہے۔ اس میں صرف مسلم لیگ کو ہدف ملامت بنانا آئین شرافت سے بعید ہے۔ اگر اچھا کیا تو کانگریس اور لیگ دونوں نے۔ اگر برا کیا تو دونوں نے۔ اب پاکستان بن چکا اور تقسیم پنجاب کو کانگریس نے پیش کر کے مسلمانوں سے پاکستان کی بہت بڑی قیمت ادا کرائی اور کرا رہی ہے۔ ابھی نہ جانے مسلمانوں کو کب تک سود در سود ادا کرنا پڑے گا۔

میری آخری رائے اب بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی چاہیئں اور اس کے لئے عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور خلاف شرع کام سے اجتناب! اصلاح احوال کے لئے ایک دوسرے سے مل کر "الدین نصیحۃ" پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ یہ ارشاد ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا۔

۲۔ "مجلس کا قیام و بقا بہر حال ایک شرعی امر ہے"۔ تبلیغ اعتقاد صحیحہ اور تنقید رسومات قبیحہ، اعلائے کلمۃ الحق، اعلان و بیان ختم نبوت و اظہار فضائل صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، مجلس کے فرائض میں سے ہیں۔ خصوصاً اس دور لادینی میں جنس انسانی کی تمام مشکلات کے لئے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ہی بطور حل پیش کرنا ہمارا وہ فریضہ ہے کہ ہمیں اگر دار و رسن تک بھی رسائی ہو جائے تو الحمدللہ! اس لئے مجلس کے قیام و بقا کی بہر حال کوشش رہنی چاہیئے۔

اگر دوستوں کو یہ باتیں معقول و مدلل نظر آئیں تو ان بنیادوں پر آئندہ زندگی کی عمارت استوار کریں۔ ورنہ جیسے ان کی مرضی، میں کسی کی راہ میں حائل نہیں، اب تھک گیا ہوں ورنہ مفصل بھی لکھ سکتا تھا۔ غریب الدیار سید عطاء اللہ بخاری۔

(حیات امیر شریعت، جانباز مرزا ص ۳۱۲-۳۱۳-

یہی وہ خط ہے جو قیام پاکستان کے بعد حضرت امیر شریعت کی وفات تک اور تاحال مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی بنیاد ہے۔ جس جماعت کے قیام و بقا کو وہ خود ایک "شرعی امر" قرار دے رہے ہوں اسے کیسے ختم کر سکتے تھے؟

حضرت امیر شریعت کا ایک اور خط جو انہوں نے مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم (ساکن پنوں عاقل، سندھ) کے خط کے جواب میں ۲۵ جون ۱۹۵۱ء کو تحریر کیا، مجلس احرار کی موجودگی اور اس کی پالیسی کا آئینہ دار ہے۔

مولوی صاحب اپنے خط میں حضرت امیر شریعت سے استفسار کرتے ہوئے لکھتے ہیں.......

☆ "جمعیت علماء اپنے خدوخال سے پاکستان میں گویا کالعدم ہو گئی ہے۔ (۱)" جبکہ احرار ہر جگہ ماشاء اللہ مشغول کار ہے"۔ ایک سوال جو ہر وقت دل میں چبھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لیگ سے زیادہ احرار کی نظر میں کوئی بری جماعت نہ تھی۔ اور اب اس جماعت کے متعلق باوجود اس کے کہ ان کے خیالات میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں ہوئی، احرار نے اپنی پالیسی اتنی نرم کر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ افہام و تفہیم اور تشفی مقصود ہے نہ کہ اعتراض۔ اب جو کچھ احرار کی پالیسی ہے اس سے تفصیلاً متنبہ فرمائیں۔"

حضرت امیرِ شریعت نے اسی خط کی پشت پر درج ذیل مختصر جواب تحریر فرمایا۔ (۲)

۲۰ رمضان المبارک، شہر ملتان۔
مکرمی و علیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ
یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں۔

☆ رسالہ (۳) تو ان شا اللہ میرے خط سے پہلے پہنچ چکا ہو گا۔ باقی آپ کی کھٹک تو صحیح ہے، فکر صحیح نہیں۔ تقسیم سے پہلے لیگ کے ساتھ ہمارے بہت سے اختلافات تھے۔ ہم نے قوم کے سامنے اپنا نظریہ پیش کیا، لیگ نے اپنا، قوم نے لیگ سے اتفاق کیا اور لیگ قوت حاکمہ بن گئی۔ مدمقابل پارٹی نہ رہی۔ ہم بہر حال رعایا بن گئے۔ ہم لوگ شروع سے ملکی معاملات کے ساتھ ساتھ کچھ دینی مقاصد بھی رکھتے تھے اور اب تک بفضلہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔ موجودہ صورت میں ان دینی مقاصد کو حاصل کرنے کی کوئی اور صورت اگر ہو سکتی ہے تو ارشاد فرمائیں؟ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اور اب کسی صورت میں اس کو بدلنا قومی ہلاکت و تباہی ہے۔ اصلاح احوال سے انکار نہیں وہ بھی ہم کر رہے ہیں۔ مگر مخالف بن کر نہیں۔ موجودہ وقت میں اس فتنۂ مرزائیت کے مقابل میں جو کامیابی

---

(۱) پاکستان میں جمعیت علماء اسلام ۱۹۵۶ء میں مولانا غلام غوث ہزاروی نے قائم کی۔ ۴۷ء سے ۵۶ء تک مجلس احرار ہی ان لوگوں کی امیدوں کا سہارا تھی۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا یہ جملہ "احرار ہر جگہ ماشاء اللہ مشغولِ کار ہے" کور بصرانِ سقف و محراب و منبر کے لئے سرمہ نور بصیرت ہے۔

(۲) اس خط کا اصل عکس نقیب ختم نبوت کے امیر شریعت نمبر حصہ اول ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۷۵، ۷۶ پر شائع ہو چکا ہے۔

(۳) سہ ماہی مستقبل ملتان۔ ۱۹۵۱ء مدیر جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری۔ زیر اہتمام نادیۃ الادب الاسلامی ملتان۔

ہم کو حاصل ہو رہی ہے وہ باہمی تعاون کا ہی نتیجہ ہے۔ بصورتِ دیگر "منکر مئے بودن و ہمرنگ مستان زیستن" مشکل ہے۔ روزہ میں یہ مختصر سا جواب عرض خدمت ہے اسے آپ خود ذرا پھیلا کر دیکھیں اور ہماری مشکلات کا اندازہ لگائیں۔ لیگ کی مخالفت فی نفسہ کوئی کارِ خیر نہ تھا نہ ہے۔ کسی مقصدِ عالی کے لئے مخالفت و موافقت معنی رکھتی ہے۔ عہد فرنگی میں اختلاف بامعنی تھا۔ اب اتفاق سے ہی اصلاحِ احوال کی توقع ہو سکتی ہے۔ ورنہ سرخ پوش، انجمنِ وطن اور دوسری جماعتیں کہاں تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ فافہم و تدبر۔ والسلام مع الاکرام

دعا گو غریب الدیار

سید عطاء اللہ بخاری

اسی طرح نومبر ۱۹۵۰ء میں کل پاکستان تحفظِ ختم نبوت احرار کانفرنس ملتان کے اجلاس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے خطبہ صدارت میں مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

☆ "بعض لوگ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مجلس احرارِ اسلام چونکہ الیکشن بازی سے الگ ہو گئی ہے لہذا اب اسے ملکی معاملات میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں رہی۔

گویا ان کا مطلب ہے کہ ہم لوگ مر چکے ہیں۔ یا ہم نے ملک چھوڑ دیا ہے! نہیں اور ہرگز ایسا نہیں۔ یہ ان کی نا تمام خواہش تو ہو سکتی ہے حقیقت نہیں۔

احرار کا وجود اور کردار تاریخ کی بہت بڑی صداقت ہے۔ سیاستِ افرنگ کے فریب خوردہ اسیر سن لیں!

ہم نے اپنے ملک اور اپنے حقوق سے قطعاً کنارا کشی نہیں کی۔ کوئی شریف انسان ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے حقوق شہریت زائل کر دے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے اور ہمیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہاں رہنا ہے۔ بات کرنا ہے، صحیح راستہ دکھانا ہے اور غلط روی پر ٹوکنا ہے۔ گرد و پیش کے مسائل و حالات سے ہم چشم پوشی کر سکتے ہیں نہ لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ اس ملک کی تعمیر میں ہمارا خون پسینہ ہے۔ ہمیں تمام ملکی معاملات پر اپنی رائے کا برملا اظہار کرنا ہے۔ سیاست اور معیشت و تجارت میں حصہ لینا ہے اور ملازمتوں میں اپنا حق بھی وصول کرنا ہے۔ ہمارے بچوں نے یہیں تعلیم حاصل کرنی ہے۔ اور تعلیم کے بعد ملازمت بھی ان کا بنیادی حق ہے۔ ملکی معاملات میں ہمارا بھی اتنا ہی دخل ہو گا جتنا اور کسی کو دعویٰ ہو سکتا ہے۔ ہم اپنا حق شہریت پورا پورا استعمال کریں گے اور کسی قیمت اس سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

قافلۂ احرار رکا نہیں ہے۔ ہم نے صرف جدوجہد کا رخ بدلا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ سول نافرمانی، ڈائریکٹ ایکشن یا الیکشن کے ذریعے ہی اپنے حقوق حاصل کئے جائیں۔ اور بہت سے

معقول ذرائع سے بھی یہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام کو اب ملکی سیاست میں نئی حکمتِ عملی کے ساتھ ایک فعال کردار ادا کرنا ہے۔"

مندرجہ بالا دونوں خطوط اور خطبۂ صدارت کے اقتباس سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ حضرت امیر شریعت نے مجلس احرارِ اسلام کا وجود ختم نہیں کیا تھا بلکہ مجلس احرارِ اسلام کو ایک نئی حکمت عملی سے آشنا کر کے میدانِ کارزار میں رواں دواں کر دیا تھا۔

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اسی زیر بحث مضمون میں ۱۹۴۹ء کے بعد مجلس احرار اسلام کا وجود اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اسکا کردار کہیں نظر نہیں آتا جو کہ تاریخ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بعض واقعات جن کا تعلق براہ راست مجلسِ احرار سے ہے۔ نہ معلوم وہ تمام کے تمام مضمون مذکور میں مجلس تحفظِ ختم نبوت سے کیسے منسوب ہو گئے۔

مثلاً!

۴۹ء میں قادیانیت کے خلاف جلسوں کا انعقاد

۵۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر قادیانی امیدواروں کے خلاف جلسے اور ان کی عبرتناک شکست۔

لاہور اور سیالکوٹ میں قادیانیوں کی کانفرنسوں کو ناکام بنانا

پشاور یونیورسٹی میں قادیانیوں کے جلسے کو مسلمانوں کے جلسے میں تبدیل کرنا۔

۱۷-۱۸- مئی ۵۲ء کو کراچی میں سر ظفر اللہ کے جلسے کو درہم برہم کرنا۔

۲ جون ۵۲ء کے اجلاس کراچی میں تشکیل پانے والے علماء کے بورڈ کی طرف سے آل مسلم پارٹیز کنونشن کی ذمہ داری قبول کرنے اور ۱۳ جولائی ۵۲ کو بورڈ کی طرف سے کنونشن کا فیصلہ کرنے کے بعد جماعتوں کو دعوت نامے جاری کرنا۔

۳۱ دسمبر ۵۲ء کی رات چنیوٹ کا جلسہ اور اسمیں حضرت امیر شریعت کی تقریر، مرزا محمود احمد کی دھمکی کہ ۵۲ احمدیوں کا سال ہے ۳۱ دسمبر کو چنیوٹ کے اسی جلسے میں حضرت امیر شریعت کا جواب دینا کہ ۵۳ء شروع ہو گیا ہے۔ اور یہ مجلس تحفظِ ختم نبوت کا سال ہے۔

۵۳ء میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے دفاتر سیل ہونا؟

☆ حالانکہ اس دور کے تمام اخبارات اور دفتری دستاویزات (جو راقم کے پاس موجود ہیں) اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ یہ تمام کارروائیاں مجلس احرار اسلام نے کیں۔ یہاں بھی حضرت امیر شریعت کی تقریر کے جملے میں تحریف کی گئی ہے۔ "آپ نے فرمایا تھا" ۵۳ء مجلس احرارِ اسلام کا سال ہے۔" احرار کارکن ہی تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ مجلسِ احرار ہی اس تحریک میں داعی جماعت تھی۔ اور دفاتر بھی احرار کے ہی سیل ہوئے تھے۔ احرار کی دعوت پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کراچی میں اکٹھے ہوئے

تھے۔ اور آل پارٹنر مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تھی۔

۱۳ جولائی ۵۲ء کو برکت علی حال لاہور میں آل مسلم پارٹینر کنونشن منعقد ہوا۔ اس کا دعوت نامہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے جاری کیا۔ تب وہ مجلس احرار اسلام میں ہی شامل تھے۔ اس دعوت نامہ پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کے دستخطوں کے علاوہ مولانا محمد علی جالندھری کے بحثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پنجاب دستخط ثبت تھے۔

۱۴ جون ۵۵ء کو لائل پور میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے اجلاس سے حضرت امیر شریعت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

☆ "۱۹۳۵ء میں مجلس احرار کا شعبہ تبلیغ قائم ہوا۔ جس کا تعلق ملک کے سیاسی معاملات سے نہیں تھا۔

(حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، صفحہ ۴۰۰)

یعنی اس شعبہ کا روزِ اول سے سیاسی معاملات کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ سیاسی معاملات کے لئے مجلس احرارِ اسلام کے سٹیج پر ہی کام ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں بھی اسی پالیسی کی تجدید اور اعادہ کیا گیا جو ۳۵ء میں طے ہوئی تھی۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کے ایک اور بانی رہنما مولانا تاج محمود نے ۲۸، ۲۹، اکتوبر ۱۹۶۳ء کو احرار کانفرنس لائل پور میں جو تقریر کی اسے بعض اخبارات نے اس سرخی کے ساتھ شائع کیا۔

"مجلس احرارِ اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں"

چنانچہ مولانا تاج محمود نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ بیان جاری کیا۔

"میں اس خبر کی تردید کرتا ہوں۔
میری تقریر کا اصل فقرہ یوں ہے۔

"موجودہ سیاسیات، جس سے ملکی تخریب کا پہلو نکلتا ہو، مجلس احرارِ اسلام کا اس سیاست سے کوئی تعلق نہیں" (ماہنامہ تبصرہ، لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء)

۱۸ اگست ۵۸ء کو حکومت نے مجلس احرار سے پابندی اٹھانے کا اعلان کیا تو ان دنوں مجلس کے دو مرکزی رہنما شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین (جو ۵۶ء میں سہروردی کی عوامی لیگ میں چلے گئے تھے) واپس احرار میں آچکے تھے۔

چنانچہ ۵ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلس احرار اسلام کے نئے دفتر (واقع چوڑا مارکیٹ گھنٹہ گھر) کا افتتاح ہوا۔ جماعت کی بحالی پر ہزاروں احرار کارکنوں نے سرخ وردیوں میں ملبوس ہو کر مارچ پاسٹ کیا اور حضرت امیر شریعت کو سلامی دی، ماسٹر تاج الدین انصاری بھی اس موقع پر موجود تھے۔ امیر شریعت سرخ قمیض پہن کر آئے تھے اور بازو پر جماعت کا بیج آویزاں تھا اس پر لکھا تھا "مجلس احرارِ اسلام" یہ قمیص اور بیج یادگار کے طور پر آج بھی راقم کے پاس محفوظ ہے۔

حضرت امیر شریعت کے ایک خادمِ خاص مولانا محمد یٰسین (موجودہ نائب مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) نے اس جلسے کے حوالے سے راقم کو بتایا کہ

"جماعت کی بحالی پر افتتاحِ دفتر، جلسہ و جلوس کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ میں حسبِ معمول حضرت امیرِ شریعت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا

"مولوی یٰسین آپ نے بھی جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں کارکنوں کا ہاتھ بٹایا ہے؟

"میں نے عرض کی نہیں"!

فرمایا!

"خوب کام کرو اور اپنے زیادہ سے زیادہ دوستوں کو سرخ قمیص پہنا کر جلسہ میں لاؤ۔ تاکہ دشمن پر دھاک بیٹھ جائے کہ احرار زندہ ہیں۔ ختم نہیں ہوئے۔"

چنانچہ میں اور میرے دوست سرخ قمیصوں میں ملبوس ہو کر اس تقریب میں شریک ہوئے۔"

(اس جلسہ کی تصویر میں مولانا محمد یٰسین حضرت امیر شریعت کے ساتھ کھڑے ہیں) حضرت امیر شریعت نے پرچم کشائی کی اور احرار کارکنوں سے زندگی کا آخری اور مختصر خطاب فرمایا۔

☆ "مسلمانو! پرچم ختم نبوت گرنے نہ پائے ----------

احرار رضا کارو! اس تحریک کو زندہ رکھنا، عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے۔ اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کی اساس ہے۔

☆ میری دعائیں مجلس احرار اسلام کے ساتھ ہیں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میرا عزم جواں ہے، میری رگوں میں اب بھی جوانی کا لہو دوڑ رہا ہے۔ احرار کے سرخپوش جوانو! تمھیں دیکھ کر آج میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں مرزائی کامیاب نہیں ہو سکتے اور جب تک احرار باقی ہیں نئی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔ مسلمانو! متحد ہو کر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی ایمانی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو۔"

ان دنوں پورے ملک میں احرار کارکنوں نے جشن منایا۔ جلوس نکالے، جلسے کئے، دفاتر پر چراغاں ہوئے، سرخ پرچم لہرا دیئے گئے اور جناب شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا عبید اللہ احرار اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر ان اجتماعات میں شرکت کی، روزنامہ آزاد لاہور نے احرار نمبر شائع کیا، اور ملک بھر میں دفاتر کے افتتاح اور جلسوں جلوسوں کی تصاویر شائع کیں۔ تمام رہنما تنظیم نو کے سلسلہ میں سوچ بچار میں مصروف ہو گئے۔

۲۵ ستمبر ۵۸ کو ملتان میں حضرت امیر شریعت کے مکان پر ہی احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا اور جماعت کی تنظیم نو کا فیصلہ ہوا۔ جماعت کی بحالی پر حضرت امیر شریعت نے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا۔

☆ "قدرت نے میرے مرنے سے پہلے میری سب سے بڑی آرزو پوری کر دی ہے اور اب میرے مرنے کے بعد میری روح کو اطمینان رہے گا کہ احرار اکٹھے ہو گئے ہیں اور ملک و قوم کی

خدمت کے لئے متحد ہیں (روزنامہ آزاد لاہور یکم ستمبر ۵۸)

درج بالا تاریخی حقائق و شواہد کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔...... مجلس احرار اسلام نے ۴۹ء میں انتخابی سیاست سے دستبرداری اور تبلیغی سرگرمیوں خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے احرار کے شعبۂ تبلیغ کو مضبوط اور فعال کرنے کا فیصلہ کیا مجلس احرار کو ختم کرنے کا اعلان نہیں ہوا۔

۲۔...... اپریل ۵۰ء میں مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھری بحثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پنجاب شریک ہوئے۔ اجلاس میں جماعت کی تنظیم اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔

۳۔...... ۵۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی طرف سے چھ قادیانی امیدواروں کو ٹکٹ دینے پر مجلس احرارِ اسلام نے مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا۔ اور ۴۹ء کی پالیسی پر غور و خوض کے بعد درج ذیل پریس بیان جاری کیا۔

☆ مجلس احرار اسلام براہِ راست سیاسیات میں دخیل نہیں اور نہ ہی وہ الیکشن میں حصہ لینا پسند کرتی ہے۔ لیکن مسلم لیگ نے مرزائیوں کو ٹکٹ دیئے ہیں اب مجلس احرارِ اسلام ان کا مقابلہ کرنا اپنا دینی فرض سمجھتی ہے۔ (حیاتِ امیر شریعت، جانباز مرزا صفحہ ۳۲۴)

۴۔ ...... ۵۰ء کے انتخابات میں تمام قادیانی لیگی امیدواروں کو مجلس احرار اسلام کی مہم کے نتیجہ میں ہی عبرتناک شکست ہوئی۔ مجلس احرار نے اپنی کامیابی پر لاہور میں یوم تشکر منایا۔ حضرت امیر شریعت نے اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے احرار کارکنوں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور محاسبۂ مرزائیت کی مہم کو تیز تر کرنے کی ہدایت فرمائی۔

۵۔ ...... جولائی ۵۰ء میں مجلس عاملہ کا دوسرا اجلاس ملتان میں حضرت امیر شریعت کی اقامت گاہ پر منعقد ہوا اور تین ارکان پر مشتمل دستور کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ مولانا غلام غوث ہزاروی

۲۔ ماسٹر تاج الدین انصاری

۳۔ سید ابومعاویہ ابوذر بخاری

۶۔ ...... ۲۵ نومبر ۵۱ء کو اوکاڑہ میں مجلس عاملہ کا تیسرا اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد علی جالندھری نے اپنا مرتبہ دستور مجلس احرار اسلام منظور کرایا۔ جبکہ جماعت کو انتشار سے بچانے کے لئے سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے اپنا مرتبہ مسودۂ دستور مولانا کی مخالفت کی وجہ سے رضاکارانہ طور پر واپس لے لیا۔

۷۔ ...... ۵۲ء میں کراچی میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا اجلاس مجلس احرار نے بلایا اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی۔ مولانا محمد علی جالندھری مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس

میں شریک ہوئے اور اسی حیثیت میں دستخط کئے۔

۸۔ ...... مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظِ ختم نبوت کے قیام ۱۹۵۴ء تک مجلس احرار اسلام سے ہی وابستہ رہے۔

۹۔ ...... ۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ ۳۳ علماء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں بھی مولانا محمد علی جالندھری نے مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کی۔ اس اجلاس میں علماء نے متفقہ طور پر ۲۳ نکات (اسلامی مملکت کے بنیادی اصول) مرتب کئے۔ ۲۳واں نکتہ جو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق تھا، جانشینِ امیرِ شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری کی کوششوں سے مجلسِ احرار کی تجویز کے طور پر منظور ہوا۔ انہوں نے مولا بخش سومرو کی کوٹھی پر سید سلیمان ندوی مرحوم سے ملاقات کرکے اس نکتہ کی منظوری کےلئے انہیں قائل کیا۔ حضرت بخاری کے بقول مولانا ندوی نے فرمایا کہ "۲۲ نکات میں اقلیتوں سے متعلق بات تو آگئی ہے" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت تمام لوگ سلیمان ندوی نہیں کہ بات سمجھ لیں۔ ۲۳ واں نکتہ قرارداد اقلیت کے طور پر علیحدہ درج کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مولانا مان گئے۔ اس موقع پر مولانا محمد علی جالندھری احرار کے نمائندہ کی حیثیت سے بطور مشیر حضرت بخاری کے ہمراہ تھے۔

۱۰۔ ...... مارچ ۵۳ء میں تحریک تحفظِ ختم نبوت کے سبب مجلس احرار خلافِ قانون قرار دے دی گئی۔

۱۱۔ ...... جسٹس منیر کے تحقیقاتی کمیشن میں مجلس احرار نے بھی اپنا بیان دیا۔ حضرت امیر شریعت کا الگ بیان احرار کے مرکزی رہنماء کی حیثیت میں عدالت کے ریکارڈ پر آیا۔

۱۲۔ ...... ۱۸ اگست ۵۸ء کو مجلس احرار سے پابندی اٹھالی گئی۔

۱۳۔ ...... ۲۵ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں سیاسیات میں دوبارہ شرکت کی قرارداد منظور ہوئی۔

۱۴۔ ...... ۲۸ ستمبر ۵۸ء کو دار العلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کے وسیع ہال میں احرار ورکرز کنونشن ہوا اور ۲۵ ستمبر کی قرارداد کی عمومی تائید بھی حاصل کرلی گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب کو مجلس احرار کا کنوینر منتخب کیا گیا مگر ایک ماہ اکیس دن بعد ۸ اکتوبر ۵۸ء کو ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور جماعت پھر خلافِ قانون قرار دے دی گئی۔

۱۵۔ ...... ۱۶ جولائی ۶۲ء کو ایوب خان نے سیاسی پابندیاں ختم کیں تو جماعت پھر بحال ہو گئی۔

۱۶۔ ...... ۲۳ جولائی ۶۲ء کو ملتان میں مجلسِ عاملہ کا اجلاس شیخ حسام الدین کنوینر مجلس احرار کی صدارت میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے دفتر میں ہوا اور تنظیم نو کا اعلان کیا گیا۔

۱۷۔ ...... ۳۰ اگست ۶۲ء کو لاہور مرکزی دفتر میں مجلس مشاورت کے ذریعے نئے دستور کی منظوری تک عارضی طور پر نظم جماعت چلانے کے لئے سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور

مولانا تاج محمود بھی شامل تھے۔

۱۸۔ ...... ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک جماعت دو مرتبہ خلاف قانون ہوئی۔ اس پابندی کی مجموعی مدت تقریباً دس سال بنتی ہے۔ ظاہر ہے ان دس برسوں میں احرار جیسی فعال جماعت کے رہنما اور کارکن خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء کے فیصلہ کے مطابق شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں اسی شعبہ کو مارشل لائی مجبوریوں کی بناء پر مجلس تحفظِ ختم نبوت کا نام دے دیا گیا۔ اور اسی عنوان سے احرار کارکن جدوجہد میں مصروف رہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے باقاعدہ قیام کے بعد بھی احرار کا شعبہ تبلیغ ہی تھی۔ صرف نظام اور دفاتر علیحدہ کئے گئے تھے۔

۱۹۔ ...... ۶۲ء میں مجلس احرار اسلام کی قیادت جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کو سونپی گئی تو پھر مجلس تحفظ ختم نبوت احرار سے مستقل طور پر علیحدہ ہو گئی۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کی روشنی میں فاضل مضمون نگار کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ تاریخ مسخ نہ کریں اور ریکارڈ درست رکھیں۔ ورنہ حقائق منظرِ عام پر آنے سے گڑے مردے اکھڑیں گے۔ جس کی ذمہ داری بہر حال انہیں پر ہو گی۔

مجلس احرار اسلام نے اپنے شاندار ماضی کی روایات کو برقرار رکھا ہے۔ اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے لیکر ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء تک اسکا کردار کسی جماعت سے کسی بھی حیثیت میں کم نہیں۔ جان کی شہادت بھی دی ہے اور وقت و مال کا ایثار بھی کیا ہے۔

اور پھر یہ شرف بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجلس احرارِ اسلام ہی کو بخشا کہ ۱۹۷۴ء میں فرزندانِ امیر شریعت نے ربوہ میں مسجد کے لئے زمین خریدی اور فروری ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے ربوہ میں مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد، "مسجد احرار" کا سنگِ بنیاد رکھ کر حضرت امیر شریعت کی آرزو کو پورا کر دیا اور ان کی روح کو تسکین پہنچائی۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کسی ایک ادارے کا نہیں بلکہ سب مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس جہاد میں سب مسلمانوں اور دینی جماعتوں نے جب توفیق حصہ لیا۔ مگر مجلس احرار اسلام کا کردار محض اللہ کے فضل و کرم سے قائدانہ رہا۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنت قبول و منظور فرمائے اور امت کو اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز کرے (آمین) میں اس مضمون کو حضرت امیر شریعت کی تقریر کے اس اقتباس پر ختم کرتا ہوں جو ان تمام تاریخی تحریفات اور مغالطہ آرائیوں پر برہانِ قاطع ہے،

"خواہ ساری دنیاء مجھے چھوڑ جائے، میں مجلس احرارِ اسلام کا علم بلند رکھوں گا۔ حتیٰ کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر بھی یہ سرخ پھریرا لہراتا رہے گا۔

(خطبہ صدارت، حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ، جلسہ بیاد حضرت امیر شریعت، ۳۰ اگست ۱۹۶۲ء لاہور)

*